اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:9)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

عظمت قرآن:۔

قرآن، عظیم الشان

اللہ رب العزت کا پیغام

انسانیت کے نام

یہ کتابِ ہدایت ہے، جسے اللہ رب العزت نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے بھیجا ہے۔ یہ دستورِ حیات ہے، منشورِ حیات ہے، ضابطہ ءحیات ہے، بلکہ پوری انسانیت کے لیے آبِ حیات ہے۔

قرآن مجید کو دیکھنا بھی عبادت،

پڑھنا بھی عبادت،

پڑھانا بھی عبادت،

سمجھنا بھی عبادت،

سمجھانا بھی عبادت، اور

اس پر عمل کرنا دنیا کی سب سے بڑی عبادت ہے۔

جب کسی چیز کو کسی بڑے کے ساتھ نسبت ہو تو اس چیز کی عزت بڑھ جاتی ہے۔ دو اینٹیں ایک ہی بھٹے سے خرید کر لائی گئیں۔ ایک کو بیت الخلا میں لگا دیا گیا اور دوسری کو مسجد میں لگا دیا گیا۔ جو اینٹ بیت الخلا

کے اندر لگی اس پر انسان ننگا پاؤں بھی رکھنا پسند نہیں کرتا اور جو اینٹ مسجد میں لگی اس پر انسان سجدہ کر کے اپنا ماتھا ٹیکتا پھرتا ہے۔ اس اینٹ کی شان کیسے بڑھی؟ کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے گھر سے نسبت ہو گئی۔ اسی طرح کتاب کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہے کہ وہ اللہ رب العزت کا کلام ہے اس لیے اس کی تو بہت اونچی شان ہے۔

شفاعتِ قرآن:

جس دل میں قرآن مجید کی محبّت ہو گی قیامت کے دن یہ قرآن مجید اس کی شفاعت کرے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن قرآن مجید کو ایک بہت ہی خوبصورت نوجوان کی شکل میں پیش کیا جائے گا اور جب کوئی قرآن مجید سے محبّت کرنے والا حساب کے لیے کھڑا ہو گا تو قرآن مجید اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرے گا: اے پروردگار عالم! یہ بندہ مجھ سے محبّت کرتا تھا، اب آپ یا تو اسے معاف فرما دیجیے، ورنہ مجھے اپنے کلام سے نکال دیجیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت کو قبول کر کے اس بندے کو جہنّم سے آزاد فرما دیں گے۔

شفاعتِ حافظِ قرآن:

قیامت کے دن ایک حافظ قرآن کو دس ایسے بندوں کی شفاعت کا حکم دیا جائے گا، جن پر جہنّم واجب ہو چکی ہو گی۔ اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کن لوگوں کی شفاعت کرے گا؟ علما نے لکھا ہے کہ جب بھی کوئی بچہ یا بچی حفظِ قرآن کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے قریب کے لوگوں کی دو جماعتیں بن جاتی ہیں۔

☆ ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کو منع کرتے ہیں۔ وہ انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حافظ بن کر کیا کرو گے؟ لڑکیوں کو کہتے ہیں: تم حافظہ بن کر کیا کرو گی؟ تم بھول جاؤ گی، یاد رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ وہ

کسی نہ کسی طرح اس کو منع کرتے ہیں کہ یہ حافظہ نہ بنے۔ بلکہ یہ مشورہ دیتے ہیں کہ تم سکول یا کالج میں پڑھ لیتی تو اچھا ہوتا۔ایسے لوگ اپنے قریبی رشتہ دار بھی ہو سکتے ہیں اور دوست بھی ہو سکتے ہیں۔

☆ کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اس بچی کی ہمت بندھاتے ہیں۔اس کی مارل سپورٹ کرتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ یہ بہت اچھا کام ہے۔تم قرآن مجید کی حافظہ بن جاؤ گی، تمہیں اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملے گا،اور نیکی کی توفیق ملے گی۔

☆ محدثین نے یہ بات لکھی ہے کہ قرآن مجید کے حافظ کو جب قیامت کے دن دس بندوں کی شفاعت کی اجازت ملے گی، تو جن لوگوں نے حفظ قرآن کرنے میں اس کی مخالفت کی ہوگی وہ تمام لوگ اپنے آپ کو شفاعت کے حق سے محروم کر بیٹھیں گے۔شفاعت کی یہ اجازت ان کے حق میں ہوگی، جو دنیا میں اس کی حوصلہ افزائی کر کے اس کی سپورٹ کرتے تھے۔اور خوشی کا اظہار کرتے تھے،ماں باپ خوش ہو کر مدرسے میں بچے کو ڈالتے ہیں اور بہن بھائی بھی خوش ہوتے ہیں، جتنے لوگ بھی اس پر خوشی کا اظہار کریں گے ان میں سے وہ دس بندے جو جہنّم میں جا چکے ہوں گے، وہ اس حافظ قرآن کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ ان کو جہنّم سے نکال کر جنت عطا فرما دیں گے۔

ایں سعادت بزور باز ونیست:

قرآن مجید کا حفظ کر لینا بہت ہی خوشی کی بات ہے۔ یہ سعادت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی۔اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس کو نصیب فرما دیتا ہے۔ وہ خوش نصیب بچیاں جنہوں نے قرآن مجید حفظ کر لیا ان کے والدین بھی مبارک باد کے لائق ہیں۔ان کی معلمات بھی مبارک باد کے لائق ہیں، وہ بچیاں خود بھی مبارک باد کے لائق ہیں اور ان کی جو قریبی رشتہ دار مستورات آتی ہیں وہ بھی مبارک باد کے لائق ہیں یہ اللہ رب العزت کا کرم ہے

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

”یہ سعادت زورِ بازو سے حاصل نہیں ہوتی، یہ تب ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں“

کتنے لوگ ایسے ہیں جو بڑے ذہین ہیں لیکن قرآن پاک کے حافظ نہیں بن سکتے۔اور کتنے لوگ ایسے ہیں جو اتنے ذہین تو نہیں ہوتے مگر محنت اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ قرآن مجید کے حافظ بن جاتے ہیں۔ یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ انسان کا وقت اللہ تعالیٰ کے کلام کے پڑھنے میں گزرے اور اس کا ایک ایک لمحہ نیکی میں گزرے۔

مستورات میں حفظِ قرآن کا ذوق:

اس امت میں سب سے پہلی حافظہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ تھیں۔ان کے بعد حفصہؓ بنت خطاب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن) تھیں جو قرآن مجید کی حافظہ تھیں۔اس طرح بچیوں میں حفظ قرآن کا سلسلہ چلتا رہا۔ حتیٰ کہ بہت ساری صحابیات قرآن مجید کی حافظات بھی تھیں۔ پھر یہ سلسلہ تابعین میں چلا۔ پھر تبع تابعین میں چلا۔ ہر دور اور ہر زمانے میں ہزاروں بچیاں ایسی تھیں جنہوں نے حفظِ قرآن والی نعمت کو اپنے سینوں میں سمویا۔ یہ سلسلہ آج تک موجود ہے۔اور ان شاء اللہ قیامت تک اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کے دلوں میں قرآن مجید کی محبّت ڈال دیتے ہیں۔ان کے دل میں شوق اٹھتا ہے کہ میں قرآن مجید حفظ کروں۔لہٰذا وہ سب محنت کرتے ہیں تو وہ قرآن مجید کے حافظ بن جاتے ہیں۔

پانچ سال کی عمر میں حفظِ قرآن:

ہارون الرشید کے دربار میں ایک بچے کو پیش کیا گیا۔اس بچے کو اس کے باپ نے کہا: بیٹا! قرآن مجید سناؤ! وہ بچہ اتنا چھوٹا تھا کہ وہ اپنے والد سے جھگڑ کر کہنے لگا: ابو! آپ پہلے میرے ساتھ وعدہ کریں کہ

مجھے گڑ لے کر دیں گے تاکہ میں کھا سکوں، چونکہ اس زمانے کہ کینڈیز اور ٹافیاں گڑ کی ڈلی ہی ہوتی تھی اس لیے اس نے اس کا مطالبہ کیا، اس کے والد نے اسے کہا: ہاں! بیٹا! میں تجھے گڑ کی ڈلی لے کر دوں گا۔ یہ بات سن کر اس بچے نے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ ہارون الرشید نے اس سے پانچ جگہوں سے سنا اور اس نے پانچوں جگہ سے ٹھیک ٹھیک قرآن پاک سنا دیا۔ جب اس کی عمر پوچھی گئی تو پتہ چلا کہ اس بچے کی عمر پورے پانچ سال تھی۔ دیکھو! یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم اور کتنا احسان ہے کہ پانچ سال کا بچہ قرآن مجید کا حافظ بن گیا۔!!

نوے سال کی عمر میں حفظِ قرآن:

ہمارے ایک قریبی بزرگ ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کا حفظ مکمّل کیا۔ انہوں نے تکمیل کے موقع پر اس عاجز کو حکم دیا کہ آپ نے آ کر ہمیں دستار بندی کروانی ہے۔ یہ عاجز دستار بندی کے لیے کراچی حاضر ہوا۔ جب ان کی دستار بندی ہو رہی تھی تو مجھے ان کے جسم پر ایک بال بھی کالا نظر نہیں آ رہا تھا۔ جب پتہ کیا تو ان کی عمر نوے سال کے قریب ہو چکی تھی۔

اس امت میں پانچ سال کا بچہ بھی حافظ بنا اور نوے سال کا بوڑھا بھی قرآن پاک کا حافظ بنا۔ ان دونوں کے درمیان کی عمر میں تو لاکھوں انسان حافظ بنے۔ رہ گئی بات وقت کی، تو عام طور پر بچے بچیاں دو سے تین سال کے درمیان حفظِ قرآن مکمّل کر لیتے ہیں۔ اگر ہمت سے کام لیں تو دو سال لگتے ہیں اور زیادہ محنت کریں تو ڈیڑھ سال میں، بلکہ ایک سال میں بھی حافظہ بن سکتی ہیں۔ اور کچھ ایسی بچیاں بھی ہوتی ہیں، جو ایک سال سے پہلے بھی قرآن مجید حفظ کر لیتی ہیں۔

سات مہینوں میں حفظِ قرآن:

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ہمارے جامعہ کی ایک بچی تھی۔ اس نے سات مہینے میں قرآن مجید کو مکمّل

یاد کیا تھا۔

سات ماہ سے کم کی بھی مثالیں ملتی ہیں، مثلاً:

ایک ماہ میں حفظِ قرآن:

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ دارالعلوم دیو بند کے بانی تھے۔ وہ ایک مرتبہ حج کے سفر پر تشریف لے گئے۔ اس زمانے میں بحری جہازوں کے ذریعے سفر ہوتا تھا۔ اور راستے میں کئی کئی مہینے لگ جاتے تھے۔ چنانچہ لوگ رمضان المبارک سے پہلے ہی حج کا سفر شروع کر دیتے تھے۔ تاکہ وقت سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ جائیں۔ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔

جب درمیان میں رمضان شریف کا مہینہ آیا تو ان کو پتہ چلا کہ میرے گروپ میں کوئی بھی قرآن مجید کا حافظ نہیں ہے۔ بڑے بڑے عالم تو تھے، وہ نماز بھی پڑھا سکتے تھے، مگر ان میں حافظ کوئی نہیں تھا جو انہیں تراویح میں پورا قرآن مجید سناتا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ مجھے تو اچھا نہیں لگتا کہ علما کی اتنی بڑی جماعت ہو اور وہ آخری سورتوں سے تراویح پڑھیں۔ لہٰذا وہ روزانہ دن کے وقت ایک پارہ یاد کر لیتے اور رات کو تراویح کے اندر سنا دیتے۔ اُدھر رمضان المبارک مکمّل ہوا اور ادھر ان کا قرآن مجید کا حفظ مکمّل ہو گیا۔ یہ ایک مہینے میں قرآن مجید حفظ کرنے کی مثال ہے۔

تین دنوں میں حفظِ قرآن:

اس سے کم کی بھی مثالیں ملتی ہیں، ہشام بن کلبی ایک عالم تھے۔ ایک مرتبہ وہ کچھ علما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان علمانے آپس میں گفتگو کی کہ فلاں عالم ہے، فلاں حافظ ہے اور فلاں عالم بھی ہے حافظ بھی ہے۔ جب ان کا نام آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ عالم تو بہت بڑے ہیں، مگر یہ حافظ نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بس اسی وقت سے میرے دل میں ایک بات آئی۔ اس کے بعد میں نے قرآن مجید منگوایا اور اس کو

یاد کرنا شروع کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ تین دن مکمّل ہونے تک میں نے پورے قرآن مجید کو یاد کر لیا۔ لوگ ان کا ٹیسٹ لیا کرتے تھے اور وہ اس کا ٹیسٹ دے دیا کرتے تھے۔

عشقِ قرآن سے لبریز خاتون کا تعجّب:

کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو قرآن مجید بہت اچھا یاد ہوتا ہے۔ تین چار سال پہلے کی بات ہے، ایک خاتون نے ہمارے ساتھ حج کیا۔ اس کو قرآن پاک ایسے یاد تھا جیسے لوگوں کو سورت فاتحہ یاد ہوتی ہے۔ جہاں سے قرآن مجید پڑھ دیتے، وہ وہیں سے آگے پڑھنا شروع کر دیتی۔ اس کو تھوڑی سی دیر کے لیے بھی الجھن نہیں ہوتی تھی۔ وہ اس بات پر حیران ہوتی تھی کہ لوگ قرآن پاک کو کیسے بھول جاتے ہیں یا ان کو اشکال لگ جاتا ہے! اس کو قرآن پاک اس طرح یاد تھا۔

حفظِ قرآن میں اتنی پختگی!!

ایک مرتبہ ہم نے اپنے حضرت کے ساتھ رمضان المبارک کے کچھ دن مری میں گزارے۔ ایک مرتبہ شبینہ تھا، ہم بھی وہاں گئے۔ امام صاحب نے کہا: حضرت! یہاں پر ملک کے دور و نزدیک سے مہمان آ کر رمضان شریف گزارتے ہیں۔ وہاں پتہ چلا کہ اس مصلے پر چھتیس سال سے تراویح پڑھائی جا رہی تھی اور ایک مرتبہ بھی کسی قاری کو کوئی متشابہ نہ لگا اور کسی کو لقمہ دینے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ چھتیس سال تک قرآن سنانے والے جتنے بھی قرّا آئے، ان کو اتنا قرآن پاک یاد تھا کہ کسی ایک کی بھی غلطی نہ نکلی۔ تو ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو اللّٰہ تعالیٰ یوں قرآن مجید یاد کروا دیتے ہیں جیسے اسکرین پر بیٹھے وہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں۔ ایسی ان کی کیفیت ہوتی ہے۔

قرآن مجید کا کمپیوٹر:

ایک مرتبہ کراچی میں ایک تقریبِ نکاح میں ہم حاضر ہوئے۔ نکاح کے بعد ایک عالم سے ملاقات

ہوئی۔ ہمارے دوستوں نے اس کا تعارف کروایا کہ جی یہ قرآن مجید کا کمپیوٹر ہے ۔ یہ سن کر اول تو میں نے دل میں سوچا کہ پتا نہیں، کیوں ان کے بارے میں ایسا لفظ کہا گیا کہ یہ قرآن مجید کے کمپیوٹر ہیں ۔بس یہی کہہ دیتے کہ اچھے قاری ہیں، اچھے حافظ ہیں، اتنے میں دس بارہ حافظ وہاں اکٹھے ہو گئے ۔وہاں پتہ چلا کہ ان کو قرآن مجید کا کمپیوٹر کیوں کہا جاتا ہے۔

ایک شخص نے ان سے سوال پوچھا: حضرت! فَتَكُوْنَ کا لفظ قرآن مجید میں کہاں کہاں آیا ہے؟فَتَكُوْنَ کا لفظ سنتے ہی انہوں نے فوراً کہنا شروع کر دیا کہ فلاں پارہ، فلاں رکوع، اور فلاں آیت نمبر میں ایک مرتبہ ہے، دوسری جگہ پر فلاں پارہ، فلاں رکوع، اور فلاں آیت نمبر میں یہ لفظ آیا ہے۔ پھر تیسری جگہ پر بھی بالکل ٹھیک ٹھیک نشاندہی کی۔ غرض، قرآن مجید میں فَتَكُوْنَ کا لفظ جہاں جہاں تھا، وہ اس کی نشان دہی بھی کرتے ، پارہ، رکوع اور آیت نمبر بھی بتادیتے اور اسی وقت یہ بھی بتادیتے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ کہاں کہاں موجود ہے۔ ان کو دیکھ کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی۔ ہم نے بھی ان سے بڑے مشکل سوالات پوچھے ۔لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جتنے الفاظ پوچھے، انہوں نے ان سب الفاظ کا بالکل صحیح صحیح جواب دے دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ فقط قرآن مجید یاد ہی نہیں ہوتا بلکہ قرآن پاک کی اس آیت میں کون سا لفظ ہے، حافظ کو یہ بھی یاد رہ جاتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (الجمعه:4)

چند ماہ کی عمر میں سورت ملک حفظ کرنے والا بچہ:

ہماری ایک شاگردہ تھی۔ اس کی شادی ہوئی۔ اللہ نے اس کو بیٹا دیا۔ اس کے خاوند قاری صاحب تھے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے بیٹے کو لے کر آئے۔ کہنے لگے: حضرت! ہم نے اس کے لیے دعا بھی کروائی ہے اور

اس بچے نے آپ کو اپنا سبق بھی سنانا ہے۔ دیکھنے میں وہ بچہ کافی کمزور اور چھوٹا سا لگ رہا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ بچہ کلمہ پڑھے گا یا پھر کوئی چھوٹی سی سورت پڑھے گا۔ یہی اس کا سبق ہوگا۔ لیکن جب میں نے اس سے کہا: پڑھو! تو اس کے والد صاحب نے کہا کہ اس کی امی نے کہا ہے کہ حضرت صاحب کو کھڑے ہو کر سنانا ہے۔ ہم نے کہا: ٹھیک ہے اس کو کھڑا کر دیں۔ وہ بچہ اتنا چھوٹا تھا کہ وہ اپنے دونوں پاؤں پر خود کھڑا بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ اس بچے کی عمر کتنی چھوٹی تھی کہ جو بچہ اپنی چاہت اور شوق سے کھڑا بھی نہیں ہوسکتا، اس قدر وہ چھوٹا بچہ تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کو بٹھائیں تا کہ یہ سبق سنائے۔ انہوں نے کہا: جی اس کی امی نے کہا ہے کہ یہ کھڑا ہو کر سبق سنائے گا۔ ہم نے کیا کیا؟ دو گول تکیے منگوائے اور دیوار کے ساتھ لگا دیے اور اس بچے کو درمیان میں کھڑا کر دیا کہ چلو تم درمیان میں کھڑے ہو کر تکیے سے ٹیک لگا لو اور پھر ہمیں سبق سناؤ۔ چنانچہ اس نے تکیے سے ٹیک لگائی اور اس کے بعد اس بچے نے اپنا سبق پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے چھوٹے سے بچے نے (جو اپنے پاؤں پر کھڑا بھی نہیں ہوسکتا تھا) تَبٰرَكَ الَّذِیْ (الملك:1) سے پڑھنا شروع کیا اور پوری کی پوری سورت ملک اس نے زبانی سنا دی۔ میں اس بچے کو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ جو اتنا چھوٹا ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اپنا وزن بھی نہیں اٹھا سکتا، لیکن اس بچے کو بھی اللہ تعالیٰ نے پوری سورت ملک یاد کرا دی۔

حفظ قرآن کا تعلّق شوق اور لگن سے ہے۔ بعض بچیاں محنت کرتی ہیں تو جلدی حافظہ بن جاتی ہیں۔ اور جو محنت نہیں کرتیں وہ کئی کئی سال تک لٹکی رہتی ہیں۔

شوق کے پروں سے حافظِ قرآن کی پرواز:

میرا چھوٹا بیٹا سیف اللہ جب حافظ بن رہا تھا تو اس کا معمول تھا کہ ایک صفحہ روزانہ سبق لیتا تھا اور تقریباً اٹھارہ سے بیس دن کے درمیان ایک پارہ مکمّل کر لیتا تھا۔ہم بھی سمجھتے کہ یہ مناسب سپیڈ ہے، چلو پڑھنے دینا چاہیے۔لیکن جب آخری پانچ چھ پارے رہ گئے،ان دنوں ہمارا عمرہ پر جانے کا بھی پروگرام تھا۔اس کو ہم نے کہا کہ آپ کوشش کریں کہ کسی طرح آپ کا قرآن مجید جلد مکمّل ہو جائے۔خیر!اس نے کوشش کر کے پاؤ پاؤ سبق لینا شروع کر دیا۔اس طرح اس نے چار دنوں کے اندر ایک پارہ حفظ کرنا شروع کر دیا۔

جب عمرے پر جانے کا وقت تھا تو اس کو کسی نے یہ کہا: دیکھو!ابھی دو چار دن باقی ہیں اور آپ کے تین پارے رہتے ہیں۔اگر آپ یہ یاد کر لیں تو عمرے کے موقع پر ہم احرام کی حالت میں مقامِ ابراہیم کے قریب بیٹھ کر آپ کے لیے دعا کریں گے۔اس بچے کو یہ بات سمجھ آ گئی۔چنانچہ اس نے ان تین پاروں کو یاد کرنا شروع کر دیا۔جب اس نے دو پارے مکمّل یاد کر لیے اس دن ہمارا عمرے کا سفر تھا۔ہم لوگ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔اب ایک دن رہتا تھا۔کیونکہ ہم نے اگلے دن عمرہ کرنا تھا۔تو اس نے کہا: ابو جی!میں کوشش کروں گا کہ میں مکمّل کر سکوں۔چنانچہ وہ فجر کی نماز کے بعد بیٹھا اور اس نے ایک مرتبہ ایک پاؤ سنایا، پھر تھوڑی دیر بعد دوسرا پاؤ یاد کر کے سنایا، پھر تیسری مرتبہ بھی پاؤ سنایا اور بالآخر چوتھی مرتبہ بھی آخری پاؤ سنا دیا۔ہم نے اس کا آخری سبق مقام ابراہیم کے پاس بیٹھ کر سنا اور پھر ہم نے اس بچے کے لیے دعائیں کیں۔

اس سے پتا چلا کہ اگر بچے اپنے شوق سے حفظ کرنا شروع کر دیں تو یہ ایک دن میں ایک سپارہ تک بھی مکمّل یاد کر لیتے ہیں۔وہی بچہ جو بیس دنوں میں ایک پارہ یاد کرتا تھا، جب اس کا اپنا شوق شامل ہو گیا تو

اس بچے نے ایک دن میں ایک پارہ مکمّل یاد کر کے سنا دیا۔اس لیے بچیوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ کے اندر جتنا شوق ہوگا، جتنا جذبہ ہوگا، جتنی لگن ہوگی کہ جی میں قرآن مجید کی حافظہ بن جاؤں، میں جہنّم کی آگ سے بچ جاؤں، میں قیامت کے دن اپنے ماں باپ کے سروں پر تاج رکھے جانے کا سبب بن جاؤں، تو اتنا ہی اللہ تعالیٰ آپ کے لیے قرآن مجید کو یاد کرنا آسان بنا دیں گے۔اور اگر آپ قرآن مجید کو یاد کرنے میں سستی کریں گی تو پھر یاد رکھیں کہ دیر لگتی چلی جائے گی۔

شریعت کے احکام پر کاربند رہیے:

اس سلسلے میں ماں باپ کی بھی دعائیں لینی چاہئیں۔اور خاص طور پر یہ یاد رکھیں کہ کوئی بھی کام خلافِ شرع نہیں کرنا چاہیے۔نہ جھوٹ بولیں اور نہ ہی کوئی اور ایسا کام کریں۔اس لیے کہ انسان جو بھی گناہ کرتا ہے وہ گناہ حفظ کے راستے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں ان بچیوں کو جنہوں نے حفظ کیا۔اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مقبول بندیوں میں شامل فرمالے اور قیامت کے دن ان کے سروں پر عزتوں کے تاج سجا دے۔اللہ تعالیٰ ان بچیوں کو ساری زندگی یہ نسبت سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ